شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمیؒ

احوال وتاثرات

ازقلم: مولانا اشرف عباس قاسمی
استاذ دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، کی وفات کے ساتھ ہی علم وفضل کے ایک سنہرے دور کا خاتمہ ہوگیا، حضرت مولانا اصحاب عزیمت نابغہ، روزگار شخصیات میں سے تھے، ۳۴ سال تک دارالعلوم دیوبند کی باوقار مسند حدیث کو زینت بخشی، بخاری جلد ثانی یعنی کتاب المغازی کے بعد کے ابواب آپ سے متعلق تھے، دارالعلوم مئواور دارالعلوم دیوبند میں مجموعی اعتبار سے چھ دہائیوں تک صحیح بخاری کا درس دیتے رہے، حضرت کا درس بخاری نہایت مبسوط اور جامع ہوا کرتا تھا، گھنٹوں آپ نہایت اہتمام کے ساتھ درس حدیث دیا کرتے تھے۔

جاں گسل حادثہ اور اس کی تفصیل

آپ کی وفات ایسا جاں گسل حادثہ ہے جس کی کسک شاید مدتوں تک محسوس ہوتی رہے۔ ۳/ربیع الاول ۱۴۳۸ھ ۳۰/دسمبر ۲۰۱۶ء، جمعہ کا دن گزار کر عشا سے ذرا قبل جوں ہی آپ کے انتقال کی خبر ملی، قلب ودماغ کو سخت صدمہ پہنچا، باچشم تر بہ عجلت تمام ہسپتال پہنچے، دیکھا تو حدیث نبوی کے اس عظیم خادم اور علم ومعرفت کے اس راہی کو آخر کار قرار آ ہی گیا تھا، ایک پرسکون منور چہرہ ہمارے سامنے تھا جیسے تھکا مسافر اپنی منزل پر پہنچ کر سوگیا ہو، ہم نے آگے بڑھ کر پیشانی کا بوسہ لیا، اور اپنے آنسوؤں کو تھامتے ہوئے ان طلبہ کو پرسکون کرنے کی کوشش کی جو اپنے محبوب استاذ کی جدائی پر

زاروقطار رورہے تھے۔ہسپتال سے ایمبولینس کے ذریعے آپ کو دارالعلوم منتقل کیا گیا اور یہاں اس قدیم دارالحدیث میں آپ کی نعش کو رکھا گیا جہاں تین دہائی تک آپ علم ومعرفت کے جام لٹاتے رہے،ایسا لگ رہا تھا کہ اساتذہ وطلبہ کے ساتھ دارالحدیث کے درودیوار بلکہ پوری فضا حد درجہ سوگوار ہے،اور کیوں نہ ہو جب کہ شیخ کی وفات کے ساتھ ہی دارالعلوم سے علم وفضل کے ایک قیمتی سرمایے کا خاتمہ ہورہا تھا۔

حادثے کی خبر ملک وبیرون ملک مین پھیل چکی تھی؛اس لیے اسی وقت حضرت مہتمم صاحب، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی وغیرھم نے نودرے میں ہنگامی مٹینگ اور حضرت کے فرزندگرامی مولانا عبدالبر سے اعظم گڑھ بات کرکے جنازے کا وقت بعدظہر طے کردیا،ادھر زیارت کرنے والوں کا تانتا لگا رہا،ظہر سے پہلے ہی لوگوں کا اُمڈتا ہوا سیلاب نظر آنے لگا،تاہم مولانا عبدالبر وغیرہ کے پہنچنے میں تاخیر کے سبب تین بج کر پچپن منٹ پر حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتھم کی اقتدا میں جم غفیر نے نماز جنازہ ادا کی۔تعطیلات کے باوجود جس بڑی تعداد میں لوگ جنازے میں شریک تھے اس سے عنداللہ آپ کی محبوبیت ومقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے،فوارے کے پاس سے لے کر صدر گیٹ تک اس طرح صف بندی ہوئی کہ تاحد نگاہ سرہی سر نظر آرہے تھے۔اس کے بعد مزار قاسمی میں اپنے استاذ گرامی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی قبر کے بائیں جانب دس بارہ گز کے فاصلے پر آپ کو دفن کردیا گیا،اس طرح ۲۰۱۶ء کے ڈوبتے سورج کے ساتھ ہی علم وعمل کا یہ آفتاب بھی خاک میں زیرزمیں پنہاں ہوگیا۔رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

کچھ یادیں کچھ باتیں

۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۹ء جب دورۂ حدیث شریف کے لیے دارالعلوم حاضری ہوئی تو حسب معمول بخاری شریف جلد ثانی کا درس آپ سے متعلق ہوا،عشا کے بعد کسی قدر تاخیر سے درس شروع فرماتے،کوئی جھوری الصوت خوش الحان طالب علم عبارت پڑھتا،اگر کسی نے غلطی کردی تو اس کو تیز نگاہوں سے دیکھتے اور مناسب تنبیہ فرماتے،درس شروع کرتے وقت ایسا لگتا کہ بالکل جلال کے عالم میں ہیں،لیکن جوں جوں درس آگے بڑھتا آپ کی طبیعت منشرح ہوتی جاتی،تدریس سے بڑا شغف تھا اور یہی زندگی بھر آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا،آپ ہر حدیث پر مبسوط کلام فرماتے،دوران

درس برمحل لطائف وواقعات سے طلبہ میں نئی جان پڑ جاتی تھی، مغازی میں بہ کثرت اشخاص وسنین کا اختلاف سامنے آتا ہے، آپ متعدد اقوال ذکر کرکے ان میں تطبیق دیتے، اس دوران طلبہ کا عمومی تاثر یہ رہتا کہ علامہ کرمانی کا جواب کہ عدد قلیل عدد کثیر کے منافی نہیں ہے، ضرور ذکر کریں گے، اور ہوتا بھی یہی تھا۔ حدیث مکرر آجاتی تو بھی پوری تشریح ازسرنو فرمادیتے۔ آپ کے درس میں ترتیب اور تسلسل قائم رہتا، جس سے ابحاث کو سمجھنے میں الجھن نہیں ہوتی تھی، اس طرح گھنٹوں انفرادی شان کے ساتھ آپ کا درس حدیث جاری رہتا، حافظہ بھی بڑا قوی تھا۔

احقر کو درس کے علاوہ کبھی کبھار آپ کی قیام گاہ پر بھی نیازمندانہ حاضری کا شرف حاصل ہوجاتا، ششماہی امتحان کے نتائج کے بعد ایک دن خدمت میں حاضری ہوئی تو ایک ساتھی نے احقر کی طرف اشارہ کرکے بتادیا کہ حضرت آپ نے بخاری شریف میں پورے دورے میں اکیلے انھیں پچاس نمبر دیے ہیں، تو حضرت فوراً متوجہ ہوئے؛ حالاں کہ حضرت کو کاپی چیک کیے ہوئے ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزرچکا تھا پھر بھی حضرت نے بڑی باریکی کے ساتھ میری کاپی کے مشمولات کے بارے میں سوالات کیے، جیسے وہ اس وقت نگاہوں کے سامنے ہے، جن شروح بخاری کے حوالے دیے گئے تھے ان کے بارے میں سوالات شروع کردیے، احقر کے جواب سے حضرت مسرور ہوئے اور اس کے بعد کئی واقعات سنائے۔ بہ ہرحال احقر کی یہ خوش بختی تھی کہ ایسے محدث وقت سے اس طرح بخاری شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی کہ پورے سال کسی سبق کا ناغہ نہیں ہوا، اور ہر حدیث بہ راہ راست سننے کا موقع میسر آیا۔ **فللّٰہ الحمد اولا و آخرا.**

بخاری شریف کے ساتھ اوائل سنبل اور مسلسلات کا بھی درس ہوتا، مسلسلات کا سبق ہمارے سال تین بجے شب تک چلا تھا، مسلسل بالشعراء والی روایت پر مزے لے لے کر اپنے بھی کئی اشعار سنائے، بخاری شریف کے آخری سبق کے دن خود آپ پر اور طلبہ پر عجیب کیفیت طاری تھی، سبق کے بعد ''**وبالاسحار هم يستغفرون**'' پر عمل کرتے ہوئے شاگردوں کے سامنے اپنی تقصیر کا اعتراف کرتے ہوئے بہت روئے اور سب کو خوب رلایا، اور اخیر میں جب فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا تو چیخیں نکل گئیں۔

سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

اس کے بعد لائٹیں بجھا دی گئیں اور آپ نے کمال تضرع کے ساتھ بارگاہ رب ذوالجلال میں ہاتھ

اٹھائے، شاید ہی کوئی آنکھ ہو جونم نہ ہوئی ہو، شاید ہی کوئی دل ہو جوتڑپ نہ اٹھا ہو، اور جب آپ نے دعاختم کی تو ایسا محسوس ہوا کہ اس پیر مغاں کے صدقے ہمارے گناہ بھی آنکھوں کی راہ سے بہ گئے۔

چار سال قبل جب بفضلہٖ تعالی مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں تدریس کی خدمت تفویض کی گئی تو حضرت کی عنایتیں پہلے دن سے ہی حاصل رہیں، ہماری حقیر درخواست پر حضرت ایک بار خانقاہ میں واقع ہمارے کرایے کے مکان میں وہیل چیئر پر تشریف لائے اور بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیر کر انھیں اپنی دعاؤں سے نوازا، یہ بھی حضرت کی شفقت اور خردنوازی تھی کہ چھوٹے موٹے کام کے لیے کبھی یاد فرمالیتے اور جیسا تیسا بھی انجام پاتا، اس سے خوش ہوکر دعاؤں سے نوازتے رہتے، آخری ملاقات میں جب قیام گاہ پر مزاج پرسی کے لیے حاضری ہوئی تو حضرت نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زیر نگرانی شائع ''تہذیب الکلام'' کانسخہ مرحمت فرمایا۔(یہ درس نظامی کی مشہور کتاب ''شرح تہذیب'' کے متن ''تہذیب المنطق'' مصنفہ: علامہ سعدالدین تفتازانی کا دوسرا جز ہے، دراصل تفتازانی کا یہ متن متین منطق اور کلام دوفنون پر مشتمل ہے، جیسا کہ مقدمے میں وضاحت ہے، تاہم عام تاثر یہ ہے کہ علم کلام والا حصہ یا تو مصنف نے تحریر ہی نہیں کیا یا وہ ضائع ہو چکا ہے، لیکن حضرت کو وہ حصہ ایک غیر مسلم کے ہاتھ کا لکھا ہوا دستیاب ہوگیا تھا، جس کو آپ نے بڑے اہتمام کے ساتھ ''تھذیب الکلام'' کے نام سے شائع کروایا ہے۔) کتاب کے علاوہ روانگی کے وقت بہ طور خاص دوسیب بھی مرحمت فرمائے، واقعی بڑے شفیق اور خردنواز تھے، یہ آخری ملاقات تھی جس میں آپ نے اپنی خاص عنایتوں سے نوازا، افسوس اس کے بعد قیام گاہ پر آپ سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوسکی۔

سوانحی خاکہ

پیدائش اور تعلیم وتربیت

آپ کی پیدائش ۶/رجب بہ روز دوشنبہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء علم ادب کی سرزمین اعظم گڑھ کے جگدیش پور میں ہوئی، ۶ سال کی عمر میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اس کے بعد آپ کی کفالت وتربیت مولانا ابوالحسن محمد مسلم صاحب نے فرمائی، گاؤں کے مکتب سے ابتدائی تعلیم کے بعد بیت العلوم سرائے میر میں داخل ہوئے، یہاں سے عربی فارسی کی مختلف کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم مئو میں داخلہ لے کر ہفتم تک کی تعلیم مکمل کی، ۱۹۴۸ء میں دورۂ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، شیخ

الاسلام حضرت مدنی سے صحیح البخاری وترمذی نصف اول، علامہ ابراہیم بلیاوی سے صحیح مسلم، مولانا اعزاز علی صاحب سے سنن ابوداؤد، ترمذی نصف ثانی اور شمائل پڑھی۔ جب کہ دیگر اسباق مولانا فخر الحسن، مولانا ظہور احمد اور مولانا جلیل احمد رحمہم اللہ سے متعلق رہے۔ ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی سے بھی آپ کو اجازت حدیث حاصل تھی۔

تدریس

دارالعلوم سے فراغت کے بعد ندوۃ العلماء کا بھی رخ کیا، لیکن وہاں کا ماحول اپنے مزاج سے ہم آہنگ نہ پاکر ایک ماہ بھی قیام نہ کرسکے، اور وطن واپس آگئے، درس وتدریس کا باضابطہ سلسلہ مطلع العلوم بنارس سے شروع کیا، جہاں سولہ سال تک مختلف علوم وفنون کی کتابیں زیر درس رہیں، بڑے انہماک اور دلچسپی سے پڑھاتے، روزانہ رات کو ایک بجے/دو بجے تک مطالعے میں مستغرق رہتے، اس کے بعد طلبہ کے سامنے علم کے دریائے آبدار لٹاتے۔ کچھ عرصہ گریڈیہہ کے ''کول ڈیہا'' میں بھی آپ نے درس دیا، اس کے بعد مشرقی یوپی کی بافیض دینی درس گاہ ''دارالعلوم مئو'' میں تدریس کے لیے بلائے گئے، جہاں آپ نے بخاری شریف سمیت فن کی امہات الکتب کا درس دیا، پھر ۱۹۸۲ء میں وہ وقت بھی آیا جب محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی نشاندہی پر معزز ارباب شوریٰ نے دارالعلوم میں بخاری شریف ثانی کی تدریس کے لیے آپ کا انتخاب کیا، اور اس وقت سے وفات تک کامیابی کے ساتھ اس خدمت گرامی کو انجام دیتے رہے، (درس بخاری کی خصوصیات ذاتی تاثرات کے تحت تحریر کی جاچکی ہیں) اس طرح ۳۳ سال میں تقریباً ۲۵ ہزار افراد نے آپ سے بخاری شریف پڑھی، عرب وعجم کی نمایاں شخصیات جنھوں نے آپ سے خصوصی اجازت حدیث حاصل کی، ان کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔

نکاح اور اولاد

آپ کا پہلا نکاح اعظم گڑھ کے ''بسیا'' گاؤں میں ہوا، جن سے دو بیٹیاں اور بیٹے ''عبدالحکیم'' ہیں، جو اس وقت ممبئی میں مقیم ہیں۔ دوسرا نکاح ''نندأوں'' گاؤں میں ہوا، جس سے ایک بیٹی ہیں۔ دونوں زوجہ کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح بنارس میں ہوا، یہ ابھی ماشاء اللہ بقید حیات ہیں، اور ان

سے چھ فرزندان گرامی ہیں: عبدالبر،عبدالتواب،عبدالمنعم،عبدالمتعال،عبدالمقتدراوراحمد۔اول الذکر مولانا عبدالبر صاحب دارالعلوم کے فارغ التحصیل اوراعظم گڑھ کے ایک مدرسے میں مدرس ہیں، آپ کے کئی داماد بھی علم وتحقیق کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔اللہ پاک آپ کی تمام نسبی وروحانی اولاد کوعمل صالح اورعزت وعافیت والی زندگی عطا کریں،اورآپ کے لیے سب کوصدقہ جاریہ بنائیں۔

اوصاف واحوال

آپ کے انداز تخاطب اور لہجے میں تیزی تھی ،لیکن دوسرے ہی لمحے آپ نرم دم گفتگو بھی ہوجاتے ،باحوصلہ طلبہ ہی استقامت کے ساتھ سفروحضرمیں خدمت کرپاتے ،آواز بلنداور چہرہ بارعب تھا ملنے والا یہ محسوس کرتا کہ وہ محدثین متقدمین میں سے کسی سے شرف ملاقات حاصل کررہے ہیں۔ طبیعت میں تواضع اور انکساری تھی،اپنے بزرگوں کے طرز پر ہی سادگی پسند واقع ہوئے تھے،بدن بھاری ہونے کے باوجود متداول بیماریاں مثلاً عارضۂ قلب،شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ سے اللہ پاک نے اخیر تک محفوظ رکھا،عمر کے آخری ایام تک مختلف دینی ودعوتی پروگراموں میں شرکت کے لیے اسفار فرماتے رہے،اللہ پاک نے خاص قسم کی بصیرت سے نوازا تھا،فراست ایمانی سے حالات کے رخ کو تاڑلیا کرتے تھے،کسی کے بارے میں کسی خدشے کا اظہار کیا، وہ بات سامنے آگئی، یہ بات مشہور تھی کہ حضرت مستجاب الدعوات بزرگوں میں ہیں،چنانچہ بہت سے لوگ صرف دعاؤں لیے بھی حاضر ہوتے،اپنے پاس آنے والے مہمانوں کی بھی ضیافت فرماتے ،جوشاگرد دارالعلوم سے جانے کے بعد بھی آپ سے نیازمندانہ تعلق رکھتا؛آپ بھی انھیں یادرکھتے ، ذکر خیر فرماتے ہوئے کہتے کہ فلاں مدرسے میں فلاں میرا شاگرد ہے۔غرضے کہ مختلف النوع خصوصیات کے حامل تھے۔اللہ پاک غریق رحمت فرمائیں۔**اللّٰھم اغفر له وارحمه واسكنه بحبوحة الجنة، آمين يا رب العالمين!**

❁ ❁ ❁